Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

ANALYTICAL STUDY OF THE IMPORTANCE OF "THE BATTLE OF BADAR" IN ISLAM

غزوہ بدر کےمباحث, مفسرین اور سیرت نگاروں کی آراء کا تحقیقی مطالعہ

مصباح ناز[1] , ڈاکٹر محمد صدیق سیالوی[2], ڈاکٹر عبدالغفور اعوان[3]

ABATRACT- In this research paper, we have analyzed the battle of Badar and its importance in Islam. This battle highlights innovative military strategy opted by the Holy Prophet, Muhammad (PBUH). In this battle, a small Army with a few weapons got victory over a big army of the Qurash-e-Makka. It was not less than a miracle. The Muslim under the chraismatic leadership of the Holy Prophet did not only defeat a well-equipped army but also laid the foundation of first Muslim State in the peninsula of Arabia. In the Holy Quran, the Muslims were advised not to be proud of their victory in the war but bowed down their heads before Almighty Allah and pay thank to Him for victory and bestowment. This war is a good lesson for modern Military strategists to learn how to conduct a war with small manpower and weapons.

Key words: Battle of Badar, Victory, Strategy, conduct of war.

Type of study: **Original Research Article**
Paper received: 13.07.2917
Paper accepted 20.08.2017
Online published: 01.10.2017

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab,Multan-Pakistna.
2. Head of Department, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab,Multan.
3. Dean, Faculty of Management and Social Sciences, Institute of Southern Punjab, Multan-Pakistan. ghafoor70@yahoo.com

غزوہ کی لغوی تعریف

۱۔ ایک دفعہ جنگ کرنا ، غَزَا ، یَغزُو ، غَزواً سے ماخوذ جس کا معنٰی طلب کرنا ، قصد کرنا۔ (1)

عرفتُ ما یغزی من ہذا الکلام (2)

یعنی اس کلام کے مقصود کو میں نے جان لیا۔
۲۔ غَزَا العدوَّ غَزواً و غَزَواناً القومَ
جس کا معنی ہے کسی قوم سے جنگ کے لیے چلنا،جہاد کیلئے نکلنا اور غزوہ کی جمع غزوات ۔
عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم،الدمشقيّ (المتوفى: 767ھ),کہتے ہیں کہ
"غزوہ کا معنی ہےقصد کرنا اور غزوات یا مغازی کا لفظ رسول اللہ ﷺ کا بنفس نفیس کفار کے مقابلے کیلئے لشکر لیکر نکلنے کے ہیں اور یہ قصد کرنا یا نکلنا شہروں کی طرف ہو یا میدانوں کی طرف عام ہے"(3)

غزوہ کی اصطلاحی تعریف

وہ جہاد فی سبیل اللہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ہو۔
"اہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں جس میں نبیﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے ہوں، خواہ جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور سریہ وہ فوجی مہم جس میں آپﷺ خود تشریف نہ لے گئے ہوں سرایا اسی سریہ کی جمع ہے" **(4)**

پس منظر

ہجرت کے بعد قریش بہت زیادہ برہم تھے۔ لیکن وہ وہاں آکر ایک چار دیواری میں بند ہو کر رہ گئے تھے۔ اوپر سے قریش اور اہلِ مکہ کے حملے کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا تھا۔ عبد اللہ بن ابی، جسے اس وقت انصار نے متفقہ طور پر اپنا رئیس تسلیم کر لیا تھا کو ابو جہل نے خط لکھا اور رسول اللہ ﷺ کے قتل کی (نعوذ باللہ) ترغیب دی۔ رسول اللہ کو خبر ہوئی تو اسے روکا۔ اس وقت تک کافی انصار مسلمان ہو چکے تھے اس لئے عبد اللہ ایسا نہ کر سکا۔ حملہ کا خطرہ اس قدر تھا کہ خود رسول اللہ ﷺ کئی کئی راتوں تک جاگ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کوئی اچھا شخص پہرہ دیتا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے ہتھیار باندھ کر پہرہ دیا، تب کہیں آپ ﷺ نے اس رات آرام فرمایا۔ حالات کی نزاکت کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ اس وقت بھی صحابہ رات کو ہتھیار باندھ کر سویا کرتے تھے۔ بعد ازاں فیصلہ کیا گیا کہ قریش کا جو راستہ شام کی تجارت کے لئے استعمال ہوتا ہے بند کر دیا جائے۔ (یہ راستہ مدینہ سے ہو کر نکلتا تھا) اور ساتھ ہی آس پاس کے قبائل سے معاہدہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ان سب کاموں کے ساتھ ساتھ پچاس پچاس اور سو سو کی ٹولیوں میں مسلمانوں کی مہمیں بھیجی گئیں۔ ان میں روایت تین مہمات کی آئی ہیں جن میں سریہ حمزہ، سریہ عبیدہ بن حارث اور سریہ سعد بن ابی وقاص شامل ہیں۔ (5)

غزوۂ بدر کی وجہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مکہ کی سرزمین میں اعلان حق کیا تو معاشرے کے مخلص ترین افراد ایک ایک کر کے داعی اسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ وہ لوگ جن کے مفادات

پرانے نظام سے وابستہ تھے تشدد پر اتر آئے نتیجہ ہجرت تھا۔ لیکن تصادم اس کے باوجود بھی ختم نہ ہوا۔ اسلام مدینہ میں تیزی سے ترقی کر رہا تھا اور یہ بات قریش مکہ کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اور وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے اور مسلمان ہر وقت مدینہ پر حملے کا خدشہ رکھتے تھے۔ اس صورتحال کی نزاکت کا یہ عالم تھا کہ صحابہ ہتھیار لگا کر سوتے تھے اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اسی طرح کی حفاظتی تدابیر اختیار کرتے تھے"(6)
قریش مکہ نے مدینہ کی اس اسلامی ریاست پر حملہ کرنے کا اس لیے بھی فیصلہ کیا کہ وہ شاہراہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتی تھی مسلمانوں کی زد میں تھی۔ اس شاہراہ کی تجارت سے اہل مکہ کو لاکھوں اشرفیوں کی سالانہ آمدنی حاصل ہوتی تھی ۔قریش مکہ اور مشرکین انتقام کی آگ میں جل بھن رہے تھے کہ مسلمان ان کے ظلم و ستم سے بچ کر مدینہ پہنچ گئے ہیں۔اوروہاں آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۔اور اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے ۔اور ان سب باتوں کو لیکر ان کا جذبہ انتقام عروج پر تھا ۔

مکہ اور مدینہ کے درمیان دو سو نوے میل کا فاصلہ تھا مدینے پر چڑ ھائی کرنے کے لیے خاص اہتمام کیا گیا اور جنگی تیاریوں کی بھی ضرورت تھی راستے کے قبائل اور ملک عرب کی دوسری قوموں کو بھی اس کام کی طرف متوجہ کرنا یا کم از کم اپنا ہمدرد بنا لینا ضروری سمجھا تھا ۔

یہودی دل سے اسلام کے خلاف تھے مگر معاہدہ کی وجہ سے وہ چپ تھے وہ مسلمانوں کے ساتھ منافق بن کر نماز میں تو شریک ہوتے رہےمگر دل سے مسلمانوں کے خلاف تھے کیونکہ وہ بیت المقدس کو کسی صورت چھوڑنے کو تیا ر نہیں تھے ۔2ہجری سے اسلام کی زندگی میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا اور دشمنوں کی چال سے تنگ آکر اسلام کی حفاظت کے لیے تلوار ہاتھ میں لینی پڑی کیونکہ انہیں قریش سے حملے کا خطرہ تھا ۔

قریش مکہ نے خفیہ طور پر عبداللہ بن ابی سے خط و کتابت کرتے تھے اور ان کو ڈراتے تھے اس بات کا علم حضورؐ کو بھی ہوگیا اور آپؐ اس کے پاس ٹھہرے اور فرمایا ۔ "اور کیا تم خود اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے لڑو گے"

غزوہ بدر کی اہمیت

غزوہ بدر اسلام کی پہلی لڑائی تھی جس میں مسلمانوں کی فتح ایک خاص اہمیت رکھتی ہےچند غریب الوطن کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ترک وطن کرکے مدینہ میں پناہ گزین ہوئے تھے ۔آج اس قابل ہو گئے کہ ظالموں کو بن بزورشمشیر مار بھگایا اس سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوگئے دراصل اسلام کا عروج یہی سے شروع ہوتا ہے ۔اسلام کی یہ لڑائی ہر عہد میں اور آج بھی مثالی لڑائی تصور کی جاتی ہے۔

انسائیکلو پیڈیا بر ٹینیکا کے الفاظ ہیں کہ

" غزوہ بدر نہ صرف تاریخ اسلام کا زبردست معرکہ ہے بلکہ تمام دنیا کا ایک اہم ترین واقع ہے"

غلام شبلی مرحوم غزوہ بدر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"غزوہ بدر کا واقع حقیقت میں اسلام کی ترقی کا اولین قدم تھا "

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

حضورؐ نے غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں کو بشارت دی کہ

"جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ سارے جنتی ہیں"

اللہ تعالیٰ نے اس دن کو یوم الفرقان کہا ہےاس فتح نے حضور ؐ کے مشن کو سچا اور آپؐ کی تعلیمات کو درست ثابت کر دیا ۔

"غزوہ بدر اسلام اور کفر کا پہلا اور اہم ترین معرکہ تھا اس سے دنیا پر واضح ہو گیا کہ نصرت الہی کی بدولت مومنین اپنے سے کئی گناہ فوج کو شکست دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں سو مومنوں کو ہزار کافروں پر فتح کی بشارت دی۔ غزوہ بدر میں شامل مسلمانوں نے جس قوت ایمانی کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ باپ بیٹے کے خلاف اور بیٹا باپ کے خلاف۔ بھانجا ماموں کے خلاف اور چچا بھتیجے کے خلاف میدان میں آیا۔ سیدنا عمر نے اپنے ماموں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ سیدنا ابوبکر کے صاحبزادے عبدالرحمن نے جو قریش کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ایک دفعہ سیدنا ابوبکر کو بتایا کہ جنگ میں ایک مرتبہ آپ میری زد میں آ گئے تھے لیکن میں نے آپ پر وار کرنا پسند نہ کیا۔ سیدنا ابوبکر نے فرمایا اللہ کی قسم اگر تم میری زد میں آ جاتے تو کبھی لحاظ نہ کرتا۔ سیدنا حذیفہ کا باپ عتبہ بن ربیعہ لشکر قریش کا سپہ سالار تھا اور سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں شامل تھا۔ اس جنگ کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ مسلمانوں نے بہت نظم و ضبط سے دشمن کا مقابلہ کیا اور اپنی صفیں نہیں ٹوٹنے دیں۔ جنگ کے خاتمے پر اللہ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم کے تحت مال غنیمت کی تقسیم ہوئی۔ مال غنیمت کی اتنی پر امن اور دیانت دارانہ تقسیم کی مثال کم ہی ملتی تھی۔ القصہ مختصر مسلمانوں کے تقوی اور اطاعت رسول کی وجہ سے ان کی برتری روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی اور کفار کے حوصلے پست ہوئے۔ جب کہ مسلمانوں کا اللہ پر توکل بہت بڑھ گیا" **(7)**

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (8)

"عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے"

"میدان بدر ایک ریگ زار میدان تھا۔ مگر کافروں نے پہلے پہنچ کر ایک پکی زمین پر قبضہ جما لیا تھا اور مسلمانوں کے پڑاؤ کے لیے سوائے ریتلے میدان کے کچھ نہ تھا۔ اب اللہ کی تائید مسلمانوں کے یوں شامل حال ہوئی کہ ہوا چل پڑی۔ جس کا رخ کفار کے لشکر کی طرف تھا۔ ریت اڑ اڑ کر ان کی زبوں حالی کا باعث بن گئی۔ پھر اس کے بعد بارش ہوگئی، تو کفار کے پڑاؤ میں پھسلن بن گئی اور مسلمانوں کے پاؤں پھسلنے کے بجائے جمنے لگے۔ تیسری تائید الٰہی یہ تھی کہ اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون و اطمینان نازل فرمایا اور پورے صبرو ثبات کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں جم گئے اور چوتھی تائید یہ تھی کہ اللہ نے فرشتے بھیج کر مسلمانوں کو سہارا دیا۔ اس پے در پے تائید الٰہی کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی(9)

معرکہ حق و باطل میں سامان عبرت و بصیرت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غزہ بد ر کو حق و باطل کا معرکہ قرار دیا ہے ۔

ارشاد فرمایا گیا:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللهُ فَلا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهٖ وَ عَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّل الْمُؤْمِنُوْن(10)

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

"سو معرکہ ٔبدر میں اس کا ایک عملی اور عمدہ نمونہ تمہارے سامنے موجود تھا ، اور سبق لینے اور عبرت پکڑنے والوں کیلئے اس میں بڑا سامان عبرت و بصیرت تھا مگر غفلت اور ہٹ دھرمی کا کیا کیا جائے کہ وہ محرومیوں کی محرومی ہے"

چشم بینا رکھنے والوں کیلئے سامان عبرت و بصیرت

بے شک اس میں بڑا سامان عبرت ہے دیدہ بینا رکھنے والوں کے لیے کہ قوت اصل میں ایمانی قوت ہی ہے۔ اور مدد دراصل خدائی مدد ہی ہے ۔

وباللہ التوفیق و ھو الہادی الی سواء السبیل

" عبرت " کا لفظ دراصل " عبور " سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہوتا ہے " عبور کرنا " ، " پار ہونا " وغیرہ۔ اس لئے عبرت کے معنی ہوتے ہیں ایک حقیقت سے عبور کر کے دوسری تک پہنچ جانا ۔ سو صاحب بصیرت شخص ایک حقیقت سے دوسری کی طرف عبور کر کے بڑے اہم درس لیتا ہے اور یہی فرق ہوتا ہے ایک صاحب ِبصیرت اور ایک بلید شخص میں، کہ ایک اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھتا جب کہ دوسرے کے لئے ایک معمولی سی نشانی ایک ادنیٰ سی تنبیہ، اور ایک سرسری سا اشارہ حقائق کے دفتر کھولنے کے لئے کلید بن جاتا ہے۔ سو ایسے ہی لوگ قرآن پاک کے نزدیک " اولوا الابصار " کہلاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں بصارت کے ساتھ بصیرت کا نور بھی ہوتا ہے جو ان کو جزء میں کل اور قطرہ میں دجلہ دیکھنے کا اہل بنا دیتا ہے"(11)

غزوہ بدر قرآن کی روشنی میں

جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک

جنگی قیدیوں کو غلام بنانے کا حکم صرف اباحت اور جواز کی حد تک ہے یعنی اسلامی حکومت مصالح کے مطابق سمجھے تو انہیں غلام بنا سکتی ہے ایسا کرنا مستحب ہے یا واجب فعل نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے مجموعی ارشادات سے آزاد کرنے کا افضل ہونا سمجھ میں آتا ہے اور یہ اجازت بھی اس وقت تک کیلئے ہے جب تک اسکے خلاف دشمن سے یہ معاہدہ ہوجائے کہ نہ وہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائیں گے نہ ہم انکے قیدیوں کو پھر اس معاہدہ کی پابندی لازم ہوگی۔ ہمارے زمانے میں دنیا کے بہت سے ملکوں نے ایسا معاہدہ کیا ہوا ہے کہ جو اسلامی ممالک اس معاہدہ میں شریک ہیں ان کے لئے غلام بنانا اس وقت تک جائز نہیں جب تک معاہدہ قائم ہے-(12)

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭتُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭوَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ O (13)

پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ اس کے قبضہ میں قیدی رہیں جب تک کفار کو قتل کرکے زمین میں کثرت سے خون نہ بہا دے تم لوگ دنیا کے مال کے طلب گار ہو۔ اور اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مقام بدر میں مسلمانوں کی نصرت

غزوۂ بدر میں ایک ہزار مشرکین کے مقابلے میں اہل ایمان صرف تین سو تیرہ تھے ، جبکہ سب کے پاس تلواریں بھی نہیں تھیں۔ کل آٹھ تلواریں تھیں۔ کفار مکہ ایک سو گھوڑوں کا

رسالہ لے کر آئے تھے اور ادھر صرف دو گھوڑے تھے۔ ادھر سات سو اونٹ تھے اور ادھر ستر اونٹ تھے۔ اس سب کے باوجود اللہ نے تمہاری مدد کی تھی اور تمہیں اپنے سے طاقتور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتے ہیں :

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚفَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَo بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَo وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ’’o (14)

ترجمہ :آخر اس سے پہلے جنگ بدر میں اللہ تمہاری مدد کرچکا ہے، حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے، لہٰذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو، امید ہے کہ اب تم شکر گزار بنو گے ،یاد کرو جب تم مومنوں سے کہہ رہے تھے کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے ؟ بیشک اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ آئیں گے اسی آن تمہارا رب پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا ، یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتا دی ہے کہ تم خوش ہوجاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہوجائیں فتح و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا دانا اور بینا ہے۔

غزوہ بدر حدیث کی روشنی میں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تین سو انیس تھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ فرما کر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اپنے رب سے پکار پکار کر دعا مانگنا شروع کر دی اے اللہ! میرے لئے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا فرما اے اللہ! اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرما اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اپنے رب سے ہاتھ دراز کئے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ سے گر پڑی پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو اٹھایا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر ڈالا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ کی اپنے رب سے دعا کافی ہو چکی عنقریب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا (15) اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی :

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلا ئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ (16)

"جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری مدد ایک ہزار لگاتار فرشتوں سے کروں گا پس اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے ذریعہ امداد فرمائی ۔""حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کہتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن میں (دشمن کی مقابل) صف میں کھڑا تھا ، جب میں نے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں دو انصار لڑکوں کے درمیان کھڑا ہوں ، جو بالکل نوعمر تھے ، مجھے یہ تمنّا ہوئی کہ کاش (اس وقت) میں ان دونوں سے زیادہ طاقتور اور تجربہ کار دو آدمیوں کے درمیان کھڑا ہوتا (یعنی) میں نے دونوں نوعمروں کو حوصلہ اور شجاعت کے اعتبار سے بے وقعت جانا

اور یہ خیال کیا کہ چونکہ یہ نوعمر اور نا آزمودہ کار ہیں، اس لئے ہو سکتا ہے کہ دشمن کے حملہ کی تاب نہ لائیں اور معرکہ کے وقت بھاگ کھڑے ہوں جس سے میری ذات کو بھی بٹہ لگے ، میں انہیں خیال میں غلطاں وپیچاں تھا کہ) (اچانک ان دونوں میں سے ایک نے مجھے ٹھوکا دیا اور کہا کہ " چچا جان ! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں ، وہ کونسا ہے اور کہاں ہے ؟" میں نے کہا کہ " ہاں ! میں جانتا ہوں ، لیکن میرے بھتیجے ! تمہیں ابوجہل سے کیا غرض ہے ؟ اس نے کہا " مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ (لعین ابوجہل) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا ہے ، اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے ، اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا جسم اس کے جسم سے اس وقت تک جدا نہ ہوگا جب تک ہم میں سے کوئی ایک موت کی طرف بڑھنے میں جلدی نہ کرے (یعنی ابوجہل کے خلاف میرے دل میں اتنی نفرت ہے کہ میں اس کو دیکھتے ہی اس پر جھپٹ پڑوں گا اور اس وقت تک اس سے لڑوں گا جب تک ہم دونوں میں سے جس کی موت پہلے آنی والی ہوگی وہ نہ مر جائے خواہ میں شہید ہو جاؤں ، خواہ میں اس کو جہنم رسید کروں) " حضرت عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ میں اس نوعمر کی اس بات کو سن کر حیران رہ گیا (کہ خدایا، ان نوعمروں کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی محبت ہے اور ان کے جذبات میں ہمت و حوصلہ اور شجاعت و بہادری کا کیسا محشر بپا ہے) عبدالرحمن کہتے ہیں کہ (پھر دوسرے لڑکے نے مجھے ٹھوکا دیا اور اس نے بھی وہی الفاظ کہے جو پہلے نے کہے تھے ، اس کے بعد میں نے کوئی توقف نہ کیا اور ابوجہل کو دیکھا جو (دشمن کے) لوگوں میں پھر رہا تھا ، میں نے (اس کی طرف اشارہ کر کے) ان لڑکوں سے کہا کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھ رہے جو (دشمن کے گروہ میں) پھر رہا ہے ؟ یہی تمہارا وہ مطلوب ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے (یعنی اس شخص کو پہچان لو یہی ابوجہل ہے) ۔ " عبدالرحمن کہتے ہیں کہ (یہ سنتے ہی) وہ دونوں لڑکے اپنی تلوار سنبھال کر فورًا ابوجہل کی طرف لپکے اور اس پر حملہ کر دیا ۔ یہاں تک کہ اس کو قتل کر ڈالا، پھر دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے اور آپ کو (اس واقعہ سے) آگاہ کیا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ " تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے ؟ " ان میں سے ہر ایک نے عرض کیا کہ اس کو میں نے قتل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم دونوں نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالی ہیں ؟ انہوں نے کہا نہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اس کو قتل کیا ہے " نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوجہل کا سامان معاذ ابن عمرہ ابن جموح کو دیا جائے ۔ اور وہ دونوں لڑکے (جنہوں نے ابوجہل کو موت کے گھاٹ اتارا) معاذ ابن عمرو بن جموح اور معاذ ابن عفراء تھے۔" (17)

جنگ بدر میں جبرائیل علیہ السلام کی شرکت

"وعنه أن النبي صلى الله عليه و سلم قال يوم بدر: "هذا جبريل آخذ برأس فرسه عليه أداة الحرب " (18)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا :

"یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اپنے گھوڑے کا سر (یعنی باگ) پکڑے ہوئے (لڑنے کے لئے مستعد کھڑے) ہیں اور جنگ کا سامان لئے ہوئے ہیں ۔ " اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کفار کو شکست دلانے اور مسلمانوں کو فتح

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

سے ہم کنار کرانے کے لئے آسمان سے اترے تھے ۔ واضح رہے کہ " بدر " دراصل ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان مدینہ سے چار منزل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ کفار مکہ اور اہل اسلام کے درمیان ہونے والی یہ پہلی باقاعدہ جنگ، جو 17 ، رمضان سن 2 ھ جمعہ کے دن ہوئی ۔ اس کنویں کے پاس ایک میدان میں ہوئی تھی اس لئے اس کو جنگ بدر یا غزوہ بدر کہا جاتا ہے ۔

"عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنَا يَوْمَ بَدْرٍ وَنَحْنُ نَلُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَقْرَبُنَا إِلَى الْعَدُوِّ وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ بَأْسًا"(19)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آجاتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نسبت دشمن سے زیادہ قریب تھے اور اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ سخت جنگ کی تھی۔"

"عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كَانَ فِينَا فَارِسٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَيْرُ الْمِقْدَادِ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا فِينَا إِلَّا نَائِمٌ إِلَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ يُصَلِّي وَيَبْكِي حَتَّى أَصْبَحَ" (20)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہم میں گھڑ سوار کوئی نہ تھا اور ہمارے درمیان ہر شخص سو جاتا تھا ، سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ایک درخت کے نیچے نماز پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

"عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قِيلَ لِعَلِيٍّ وَلِأَبِي بَكْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيلُ وَمَعَ الْآخَرِ مِيكَائِيلُ وَإِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ أَوْ قَالَ يَشْهَدُ الصَّفَّ"(21)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر کے موقع پر بتایا گیا کہ آپ میں سے ایک کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل علیہ السلام بھی جو ایک عظیم فرشتہ ہیں میدان کار زار میں موجود ہیں ۔

"عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قُتِلَ أَخِي عُمَيْرٌ وَقَتَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَأَخَذْتُ سَيْفَهُ وَكَانَ يُسَمَّى ذَا الْكَتِيفَةِ فَأَتَيْتُ بِهِ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْهَبْ فَاطْرَحْهُ فِي الْقَبَضِ قَالَ فَرَجَعْتُ وَبِي مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَتْلِ أَخِي وَأَخْذِ سَلَبِي قَالَ فَمَا جَاوَزْتُ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ الْأَنْفَالِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَخُذْ سَيْفَكَ" (22)حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر کے دن میرے بھائی عمیر شہید ہو گئے اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کر دیا اور اس کی تلوار لے لی، جس کا نام " ذوالکتیفہ " تھا، میں وہ تلوار لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاکر یہ تلوار مال غنیمت میں ڈال دو، مجھے اپنے بھائی کی شہادت کا جو غم تھا اور مال غنیمت کے حصول کا جو خیال تھا، اسے اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، ابھی میں تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ سورت انفال نازل ہوگئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا کر اپنی تلوار لے لو۔

غزوہ بدر کے بارے میں مفسرین کی آراء

تفسیر آسان قرآن میں مفتی تقی عثمانی غزوہ بدر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

انصار میں سے اوس کے قبیلے کے سردار حضرت سعد بن معاذ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ گئے تو عین طواف کے دوران ابو جہل نے ان سے کہا کہ تم نے ہمارے دشمنوں کو پناہ دے رکھی ہے، اور اگر تم ہمارے ایک سردار کی پناہ میں نہ ہوتے تو زندہ واپس نہیں جاسکتے تھے، جس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ اگر مدینہ منوہ کا کوئی آدمی مکہ مکرمہ آئے گا تو اسے قتل کردیا جائے گا۔ حضرت سعد بن معاذ (رض) نے اس کے جواب میں ابو جہل سے کہہ دیا کہ اگر تم ہمارے آدمیوں کو مکہ مکرمہ آنے سے روکو گے تو ہم تمہارے لیے اس سے بھی بڑی رکاوٹ کھڑ کردیں گے، یعنی تم تجارتی قافلے لے کر جب شام جاتے ہو تو تمہارا راستہ مدینہ منورہ کے قریب سے گزرتا ہے۔ اب ہم تمہارے قافلوں کو روکنے اور ان پر حملہ کرنے میں آزاد ہوں گے۔ (23)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

حالات یہاں تک پہنچ چکے تھے کہ قریش کا ایک بہت بڑا قافلہ، جس کے ساتھ تقریباً ہزاراشرفی کا مال تھا اور تیس چالیس سے زیادہ محافظ نہ تھے، شام سے مکہ کی طرف پلٹتے ہوئے اس علاقہ میں پہنچا جو مدینہ کی زد میں تھا۔ چونکہ مال زیادہ تھا، محافظ کم تھے، اور سابق حالات کی بنا پو خطرہ قوی تھا کہ کہیں مسلمانوں کا کوئی طاقتور دستہ اس پر چھاپہ نہ مار دے، اس لیے سردار قافلہ ابو سفیان نے اس پُر خطر علاقہ میں پہنچتے ہی ایک آدمی کو مکہ کی طرف دوڑا دیا تاکہ وہاں سے مدد لے آئے۔ اس شخص نے مکہ پہنچتے ہی عرب کے قدیم قاعدے کے مطابق اپنے اونٹ کے کام کاٹے، اس کی ناک چیر دی، کجادے کو الٹ کر رکھ دیا اور اپنا قمیص آگے پیچھے سے پھاڑ کر شور مچانا شروع کردیا کہ :

یا معشر قریش ! اللطیمہ الطیمہ، اموالکم مع ابع سفیان قد عرض لھا محمد فی اصحابہ، لا اریٰ ان تدرکوھا، الغوث، الغوث

قریش والو ! اپنے قافلہ تجارت کی خبر لو، تمہارے مال جو ابوسفیان کے ساتھ ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آدمی لے کر ان کے در پے ہوگیا ہے، مجھے امید نہیں کہ تم انہیں پا سکو گے، دوڑو دوڑو مدد کے لیے۔(24)

ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ الازہری غزوہ بدر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے جاں نثار غلام بارہ تیرہ سال تک کفار مکہ کے ظلم و ستم کو صبروسکون سے برداشت کرتے رہے۔ اور ان کے دل کی دنیا میں نور حق سے اجالا کرنے میں کوشاں رہے۔ لیکن اسلام کا پودا دن کے دلوں کی سنگلاخ سرزمین میں جڑ نہ پکڑ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مکہ سے اڑھائی تین سو میل دور یثرب نامی ایک بستی کے رہنے والوں کو اسلام کی طرف مائل کردیا۔ حج کے ایام میں وہاں کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ نبوت کے بارہویں سال قبیلہ خزرج کا ایک قافلہ جو پچھتر افراد پر مشتمل تھا۔ مکہ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر بعیت کی اور یہ بھی درخواست کی کہ حضور مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں رونق افروز ہوں۔ انہیں ان خطرات اور مشکلات کا پورا احساس تھا جن سے انہیں دوچار ہونا تھا۔ لیکن وہ ان کا سامنا کرنے کے لئے بخوشی تیار تھے۔

جنگ کے متعلق مشورہ اور انصار کا جواب

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو سفیان کے نکل جانے کی اطلاع ملی تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بات کی تو آپ نے اعراض فرمایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بات کی تو بھی آپ نے اعراض کیا"(25)

پھر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا :

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا اشارہ شاید ہماری طرف ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم کود جائیں گے اور اگر آپ ہمیں برک الغماد تک گھوڑے دوڑا دوڑا کر ہلاک کر ڈالنے کا حکم دیں تو ہم تعمیل کریں گے" (26)

اور مقداد بن اسود نے کہا:

"ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ تم اور تمہارا پروردگار دونوں جا کر لڑو، ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکنے لگا اور ان کے اس قول نے آپ کو خوش کر دیا" (27)

أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي

تفسیر ابن کثیر، میں لکھتے ہیں کہ

سب سے پہلا غزوہ بدر بنیاد لا الہ الا اللہ

مسند احمد میں ہے کہ بدر والے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف نظر ڈالی وہ تین سو سے کچھ اوپر تھے پھر مشرکین کو دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی ۔ اسی وقت آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے چادر اوڑھے ہوئے تھے اور تہبند باندھے ہوئے تھے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کی کہ الٰہی جو تیرا وعدہ ہے اسے اب پورا فرما الٰہی جو وعدہ تو نے مجھ سے کیا ہے وہی کر اے اللہ اہل اسلام کی یہ تھوڑی سی جماعت اگر ہلاک ہو جائے گی تو پھر کبھی بھی تیری توحید کے ساتھ زمین پر عبادت نہ ہوگی یونہی آپ دعا اور فریاد میں لگے رہے یہاں تک کہ چادر مبارک کندھوں پر سے اتر گئی اسی وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے آپ کی چادر اٹھا کر آپ کے جسم مبارک پر ڈال کر (پیچھے سے آپ کو اپنی باہوں میں لے کر) کو آپ کو وہاں سے ہٹانے لگے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بس کیجئے آپ نے اپنے رب سے جی بھر کر دعا مانگ لی وہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرے گا اسی وقت یہ آیت اتری ۔ اس کے بعد مشرک اور مسلمان آپس میں لڑائی میں گتھم گتھا ہوگئے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی ان میں سے ستر شخص تو قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے حضور نے ان قیدی کفار کے بارے میں حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا رسول اللہ آخر یہ ہمارے کنبے برادری کے خویش و اقارب ہیں ۔ آپ ان

سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے مال ہمیں کام آئے گا اور کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ کل انہیں ہدایت دے دے اور یہ ہمارے قوت و بازو بن جائیں - (28)

امام طبری فرماتے ہیں کہ

"غزوہ بدر سترہ رمضان المبارک، بروز جمعہ ہجرت کے اٹھارہویں ماہ واقع ہوا، اور بدر، وہاں پانی کا ایک کنواں ہے اسی سبب سے اس جگہ کا نام بدر ہے اور شعبی نے کہا ہے : وہ پانی قبیلہ جہینہ کے ایک آدمی کا تھا اس کا نام بدر تھا " (29)

عبدالرحمن بن ناصر السعدي غزوہ بدر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

" غزوہ بدر ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے تین سو دس سے چند افراد زیادہ کی تعداد میں اپنے صحابہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ان کے پاس صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ آپ قریش کے تجارتی قافلہ کے تعاقب میں نکلے تھے۔ جو شام سے آرہا تھا۔ مشرکین کو اطلاع ملی تو وہ اپنے قافلے کو بچانے کے لئے پوری طرح تیار ہو کر مکہ مکرمہ سے نکلے۔ وہ تقریباً ایک ہزار جنگ جو تھے جن کے پاس مکمل سامان رسد، بکثرت ہتھیار اور بہت سے گھوڑے موجود تھے۔ ان کا مسلمانوں سے آمنا سامنا ایک چشمے کے پاس ہوا، جسے " بدر" کہتے تھے۔ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عظیم مدد فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے مشرکین کے ستر بہادر سردار قتل کئے اور ستر کو جنگی قیدی بنایا اور ان کی لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا۔ جیسے سورة انفال میں انشاء اللہ بیان ہوگا۔ اس کی تفصیل کا اصل مقام وہی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر صرف اس لئے کیا ہے کہ مسلمان اس سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس کا شکر کریں"(30)

غزوہ بدرکے بارے میں سیرت نگاروں کی آراء

الر حیق المختوم میں مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری غزوہ بدر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اسلامی لشکر کی تعداد اور کمان کی تقسیم

رسولؐ روانگی کے لیے تیار ہوئے تو آپ کےہمراہ کچھ اوپر تین سو افراد تھے یعنی 313مدینے کا انتظام اور نماز کی امامت پہلے پہل حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سونپی گئی لشکر کی تنظیم اس طرح کی گئی کہ ایک جیش مہاجرین کا بنایا گیا اور ایک انصار کا مہاجرین کا علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور جنرل کمان کا پرچم جس کا رنگ سفید تھا حضرت مصعب بن عمیر عبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا ۔اور سپہ سالار اعلیٰ کی حیثیت سے جنرل کمان رسولؐ نے خود سنبھالی۔(31)

محمد حسین ہیکل نے حیات محمدؐ میں غزوہ بدر کو اس طرح بیان کیا ہے .

داستان بدر

مسلمانوں کو دوسرے روز ابو سفیان کے قافلہ سے مڈ بھیڑ کی توقع تھی مگر جب انہوں نے سنا کہ ابوسفیان کاقافلہ وا دے کر دوسری راہ سے نکل گیا ھے اور ادھر ٹیلے کے پچھواڑے قریش کا لشکر ہمارے ساتھ مقابلہ کے لیے پڑاؤڈالے پڑا ہے تو مسلمانوں میں سے ایسے اشخاص جو غنیمت کی تاک میں آئے تھے مایوس ہو کر بیٹھ گئے ان میں سے دو چار

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

حضرات نے رسول پاک سے اپنے مدینے واپس چلے جانے کی اجازت طلب کی تاکہ انہیں اہل مکہ سے مقابلہ کا موقع نہ ملے۔ (32)

واذیعد کم اللہ احدیٰ الطائفتین آنھا لکم و تودون ان غیر ذات الشــوکتی تکون لکم و یرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہٖ و یقطع دابر الکافرون(33)

اور(مسلمانوں)جب ایسا ہوا تھا کہ اللہ نے تم سے وعدہ فرمایا تھا (دشمنوں کی)دو جماعتوں میں سے کو ئی ایک تمہارے ہاتھ ضـرور آئے گی" اور تمہارا حال یہ تھا کہ تم چاہتے تھے جس جماعت میں لڑائی کی طاقت نہیں (یعنی قافلہ والی)وہ ہاتھ آ جائے اور (خدا کا چاہنا دوسرا تھا) خدا چاہتا تھا اپنے وعدہ کے ذریعے حق کو ثابت کر دے اور دشمنان حق کی جڑ بنیاد سے کاٹ کر رکھ دے۔

الوفا با حوال المصطفٰی میں اما م عبد الرحمن ابن جوزی غزوہ بدر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ جما دی الآخرہ کی چند پہلی راتیں عشیرہ میں گزار کر جب مد ینہ لو ٹ کر آ ئے تو ابھی انہیں مدینہ کے ایک چراگاہ پر حملہ کر دیا تھا۔ابن خلدو ن یہ بھی کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سعد کوکرز کے پیچھے دوڑایا تو سعد الجراء تک گئے اور جب کرز نہ ملا تو لوٹ آئے۔ابن کثیر کے نزدیک غزوہ بدر کا سبب وہ حالات ہوئے۔ جو عبداللہ بن حجش کو پیش آئے تھے۔ ابن سعدابن خلدون۔ابن اسحاق وابن ہشام و ابن کثیر او طبری کے نزدیک عبداللہ بن حجش کو رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ سے اس مہم پر روانہ فرمایا تھا تو ان پر ان کی منزل واضح نہیں کی تھی۔صرف ایک بند تحریر عطا فرمائی تھی۔اور حکم دیا تھا ۔مکہ کی طرف دو دن برابر آگے بڑھنے کے بعد اس تحریر کر کھولیں۔اور اس میں جہاں جانے کا حکم پائیں وہیں جا پہنچیں ۔

عبداللہ بن حجش نے اس حکم کی تعمیل کی۔دو دن تک برابر آگے بڑھتے رہے۔پھر یہ تحریر کھولی لکھا تھا۔ آگے بڑھتا جایہاں تک کہ مکہ اور طائف کے درمیانی نخلستان تک رسائی چاہیے ۔وہاں چھپ کر بیٹھ جا اور جاسوسی کر۔اور ان کے اخبارسے ہمیں مطلع کرتا رہے۔ابن کثیر و ابن خلدون کہتے ہیں کہ عبدللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں نے حکم نبوی کی تعمیل کی۔اس نخلستان تک رسا ئی پا لی اور کچھ عجیب اتفاق ہوا کہ قریش کا ایک کاروان تجارت جس میں بہت تھوڑے لڑاکے تھےطائف سے مکہ جاتا ہوا ادھر سے گزرا ۔(34)ڈاکٹر عبد اللہ قاضی لکھتے ہیں کہ

"اللہ تعالی نے قرآن مجیدمیں نبی کریمﷺکی ذات گرامی کو ایک بہترین نمونہ قرار دے کر اہل اسلام کواس پر عمل پیرا ہونے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔جس کا تقاضا ہے کہ آپﷺ کی سیرت مبارکہ کے ایک ایک گوشے کو محفوظ کیا جائے۔اور امت مسلمہ نے اس عظیم الشان تقاضے کو بحسن وخوبی سر انجام دیا ہے۔سیرت نبوی پر ہر زمانے میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور اہل علم نے اپنے لئےسعادت سمجھ کر یہ کام کیا ہے۔نبی کریمﷺ کی سیرت مبارکہ کا ایک بہت بڑا حصہ غزوات اور مغازی پر مشمل ہے ، آپ کی جنگیں اور غزوات تاریخ انسانی میں غیر معمولی طور پر ممتاز ہیں۔اکثر دگنی،تگنی اور بعض اوقات دس گنی بڑی قوت کے مقابلہ میں آپ ہی کو قریب قریب ہمیشہ فتح حاصل ہوئی۔دوران جنگ اتنی کم جانیں ضائع ہوئیں کہ انسانی خون کی یہ عزت بھی تاریخ عالم میں بے نظیر ہے" (35)

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

علامہ علی بن برہان الدین حلبی فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک پہلو ہمارے لئے اسوہ حسنہ اور بہترین نمونہ ہے۔آپ ﷺ کی زندگی کا اہم ترین حصہ دشمنان اسلام ،کفار،یہودونصاری اور منافقین سے معرکہ آرائی میں گزرا۔جس میں آپ ﷺ کو ابتداءً دفاعی اور مشــروط قتال کی اجازت ملی اور پھر اقدامی جہاد کی بھی اجازت بلکہ حکم فرما دیا گیا۔نبی کریم ﷺکی یہ جنگی مہمات تاریخ اسلام کا ایک روشن اور زریں باب ہیں۔جس نے امت کو یہ بتلایا کہ دین کی دعوت میں ایک مرحلہ وہ بھی آتا ہے جب داعی دین کو اپنے ہاتھوں میں اسلحہ تھامنا پڑتا ہے اور دین کی دعوت میں رکاوٹ کھڑی کرنے والے عناصر اور طاغوتی طاقتوں کو بزور طاقت روکنا پڑتا ہے۔نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ستائیس غزوات میں بنفس نفیس شرکت فرمائی اور تقریبا سینتالیس مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو فوجی مہمات پر روانہ فرمایا۔غزوہ بدر بھی انہیں کامیابیوں میں ســـے ایک کامیابی ہے " (36)

دکتور علی محمد الصلابی نے لکھا کہ :

"غزوہ بد ر کے ذریعہ جہاں ایک طرف مسلمانوں کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا ،اسلام کا ستار ہ بلند ہو ا، دشمن مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے ،منافقین کا نفاق واضح ہو گیا وہیں دوسری خود صحابہ کرام کا اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ سے تعلق مزید مضبوط ہوگیا ،اور اسلا م کے لئے ناموافق حالات کو برداشت کرنے میں خا ص مدد ملی" (37)

ڈاکٹر مقبول احمد مکی لکھتے ہیں کہ:

"غزوہ بدرکفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان پہلا معرکہ، جس میں مسلمان تعداد اور اسباب میں کم ہونے کے باوجود فتح یاب ہوئے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مکہ کی سرزمین میں اعلان حق کیا تو معاشرے کے مخلص ترین افراد ایک ایک کر کے داعی اسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ وہ لوگ جن کے مفادات پرانے نظام سے وابستہ تھے تشدد پر اتر آئے نتیجہ ہجرت تھا۔ لیکن تصادم اس کے باوجود بھی ختم نہ ہوا۔ اسلام مدینہ میں تیزی سے ترقی کر رہا تھا اور یہ بات قریش مکہ کے لیے بہت تکلیف دہ تھی اور وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے تھے اور مسلمان ہر وقت مدینہ پر حملے کا خدشہ رکھتے تھے۔ اس صورتحال کی نزاکت کا یہ عالم تھا کہ صحابہ ہتھیار لگا کر سوتے تھے اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اسی طرح کی حفاظتی تدابیر اختیار کرتے تھے۔قریش مکہ نے مدینہ کی اس اسلامی ریاست پر حملہ کرنے کا اس لیے بھی فیصلہ کیا کہ وہ شاہراہ جو مکہ سے شام کی طرف جاتی تھی مسلمانوں کی زد میں تھی۔ اس شاہراہ کی تجارت سے اہل مکہ کو لاکھوں اشرفیوں کی سالانہ آمدنی حاصل ہوتی تھی ۔

"غزوہ بدر اســلام اور کفر کا پہلا اور اہم ترین معرکہ تھا اس ســے دنیا پر واضــح ہو گیا کہ نصرت الٰہی کی بدولت مومنین اپنــے ســے کئی گناہ فوج کو شکست دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں سـو مومنوں کو ہزار کافروں پر فتح کی بشـارت دی۔ غزوہ بدر میں شـامل مسـلمانوں نے جس قوت ایمانی کا مظاہرہ کیا اس کا اندازہ اس بات ســے ہوسـکتا ہے کہ باپ بیٹے کے خلاف اور بیٹا بـاپ کے خلاف۔ بھانجا ماموں کے خلاف اور چچا بھتیجے کے خلاف میدان میں آیا۔ سیدنا عمر نے اپنے ماموں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ سیدنا ابوبکر کے صــاحبزادے عبدالرحمن نے جو قریش کی طرف ســے جنگ میں شـریک ہوئے تھے۔ اســلام لانے کے بعد ایک دفعہ ســیدنا ابوبکر کو بتایا کہ جنگ میں ایک مرتبہ آپ میری زد میں آ گئے تھے لیکن میں نے آپ پر وار کرنا پسند نہ کیا۔ سیدنا ابوبکر نے فرمایا اللہ کی قسم اگر

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (4) Oct-Dec, 2017 pp.272-288.
SSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. editor@gjmsweb.com

تم میری زد میں آ جاتے تو کبھی لحاظ نہ کرتا۔ سیدنا حذیفہ کا باپ عتبہ بن ربیعہ لشکر قریش کا سپہ سالار تھا اور سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں شامل تھا۔ اس جنگ کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ مسلمانوں نے بہت نظم و ضبط سے دشمن کا مقابلہ کیا اور اپنی صفیں نہیں ٹوٹنے دیں۔ جنگ کے خاتمے پر اللہ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ و سلم کے حکم کے تحت مال غنیمت کی تقسیم ہوئی۔ مال غنیمت کی اتنی پر امن اور دیانت دارانہ تقسیم کی مثال کم ہی ملتی تھی۔ القصہ مختصر مسلمانوں کے تقوی اور اطاعت رسول کی وجہ سے ان کی برتری روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی اور کفار کے حوصلے پست ہوئے۔ جب کہ مسلمانوں کا اللہ پر توکل بہت بڑھ گیا" (38)

غزوہ بدر کے مبا حث کا مفسرین اور سیرت نگاروں کی آراء کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی رائے کا موازنہ اس طرح سے کیا جا سکتاہے کہ سب مفسرین اور سیرت نگاروں نے غزوہ بدرکے اسباب و واقعات کو قران وحدیث کی روشنی میں بیان کیا ہے تاہم ہر انسان کی اپنی سوچ بھی ہوتی ہے جس کے مطابق وہ اپنے قلم کا استعمال کرتا ہے تمام واقعات واسباب کو بیان کرتے ہوئے ہر مفسر اور سیرت نگار نے اپنے فہم اور اہمیت کے لحاظ سے چندموضوعات کو زیادہ تفصیل سے بیان کیاہے اگرتقا بل میں دیکھاجائے تو مفسرین کی آراء ایک دوسرے سے اتنی ہی مختلف ہے جتنا کہ ان کے مو ضوعات کو بیان کرنے کا طریقہ کار مختلف تمام مفسرین اور سیرت نگار اس بات پر تو متفق نظر آتے ہیں کہ یہ غزوہ اسلام کا بہت بڑا طرہ امتیاز ہے تاہم ان کی رائے کچھ جگہوں پر ایک دوسرے سے مختلف ہے تاہم متصادم نہیں ہے

مفسرین کی نسبت سیرت نگاروں نے غزوہ بدر پر زیادہ تفصیل سے بات کی انہوں نے غزوہ بدر کے ہر پہلو کو بڑی تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے تاہم مفسرین زیادہ اہم واقعات کو تفصیل کےساتھ اور کم اہم وقعات کو سرسری بیان کیاہے بلکہ کچھ نے توان کوبیان ہی نہیں کیاہے دونوں کے تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ مفسرین اورسیرت نگاروں کے نزدیک غزوہ بدر کے نتائج واثرات مسلمانوں کے حق میں تھے اور تمام سیرت نگاروں اور مفسرین نے اسے اپنے انداز میں بیان کیاہے انکی آرا کو تقابل کےحوالے سے دیکھاجائے تو کچھ خاص فرق نظرنہیں آتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا معرکہ تھا جس کو قرآن وحدیث میں تفصیل سے بیان کیاگیاہے اسی تفصیل کو مفسرین اور سیرت نگاروں نے اپنے فہم اور بصیرت کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں بیاں کیاہے

حوالہ جات

-1 الافریقی ابن منظور ، لسان العرب ،مادہ غ ج۴ ص ۲۳۱ ناشر دارالعلم بیروت لبنان

-2 بغدادی ، أبو علي إسماعيل بن القاسم ، الأمالي في لغة العرب ،ص ۴۱۶ناشر دار الکتب العلمیۃسنۃ النشر 1398 ء 1978مبیروت

-3 الدمشقيّ بن إبراهيم بن محمد عبد العزيز ، (المتوفى: 767ھ)المختصر الكبير في سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم،ص ۳۱ دار البشير – عمان طبع 1993م

4 عبد السلام،محمد بن مصطفى: السيرة النبوية بين الآثار المروية والآيات القرآنية ص ۴۳ ، ناشر: كلية الآداب جامعة عين شمس، القاهرةعام:1431 هـ - 2010 م

-5 مبارکپوری، صفی الرحمن ۔الرحیق المختوم ،ص ۳۴ ناشر مکتبہ قدوسیہ لاہور ۲۰۰۱ء

6- عبدالباری ایم اے ،رسول اللہ ﷺ کی جنگی سکیم ،ص 85،الفصیل ناشران وتاجران کتب لاہور

7- حمیداللہ ، عہد نبوی کے میدان جنگ ، الہدی پبلی کیشنز ، اگست 1998 ۔ص 621

8- القمر:45

9- شیبانی :ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل مسند احمد : حدیث نمبر 2029

10- آل عمران:160

11- تفسیر مدنی کبیر 144/2

12- معارف القرآن ج-2 ص845

13- الانفال:67

14- آل عمران:123تا126

15 القشيري النيسابوري ، أبو الحسن ، الحجاج بن مسلم ،صحيح مسلم: ناشر دار إحياء التراث العربي – بيروت حديث نمبر 91

16- الا نفال:9

17- بخاری ،ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل صحیح بخاری: حدیث نمبر 1118

18- مشکوۃ شریف: حدیث نمبر 460

19- شیبانی: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل مسند احمد: حدیث نمبر 619

20- شیبانی: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل مسند احمد: حدیث نمبر 973

21- شیبانی: ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل مسند احمد: حدیث نمبر 1192

22- تفسیر آسان قرآن ،مفتی تقی عثمانی 547/2

23- مولانا ابوعلی مودودی تفہیم القرآن 974/ 2

24- کیلانی مولانا عبدالرحمن ،تفسیر تیسیرالقرآن ، مکتبۃ السلام،وسن پورہ،لاہور ص741

25- سنن بیہقی 6-291، مستدرک 2-326، ابوداؤد2737

26- نیسابوری193، سیوطی125، ابن کثیر2-283، اقرطبی7-360

27- تفسیر تیسیرالقرآن 54/2

28- الدمشقي، البصري ، القرشي ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن كثير ثم تفسیر ابن کثیر، مکتبہ قدوسیہ،لاہور874/2

29- تفسیر قرطبی ج1 ص 448)

30- السعدي،عبدالرحمن بن ناصر ،تفسیرسعدی ، مکتبہ دارالسلام،لاہور 965/1

31- مبارکپوری صفی الرحمٰن مولانا الرحیق المختوم المکتہ السلفیۃشیش محل روڈ لاہور 1991ء سن اشاعت ص337

32- ہیکل محمد حسین حیات محمد ؐ ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈلاہورص328

33- الانفال:7

34- جوزی عبدالرحمٰن امام الوفا باحوال المصطفٰی فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ص 480

35- ڈاکٹر عبد اللہ قاضی, ناشرمکتبہ قدوسیہ،لاہور

36- حلبی علامہ علی بن برہان الدین حلبی،غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ناشردار الاشاعت، کراچی

37- دکتور علی محمد الصلابی ،غزواۃ النبی دروس و عبروفوائد: 72

38- غزوات ... ڈاکٹر مقبول احمد مکی،غزوات مقدس از محمد عنایت اللہ وارثی

مصادر ومراجع

القرآن الكريم

1- أبو نعيم أحمد بن عبد الله (المتوفى: 430هـ)دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني ، دار النفائس، بيروتطبع: الثانية، 1406 هـ - 1986 م

2- أحمد،إبراهيم الشريف ،مكة والمدينة في الجاهلية وعهد الرسول صلى الله عليه وسلم : دار الفكر العربي طبع 1987

3- ازہری ،تاج الدین ، اصول حدیث میں علماء برصغیر کی خدمات در فکر و نظر جلد 3 شمار 4

4- الإفريقى ابن منظور جمال الدين (المتوفى: 711هـ)،لسان العرب- : دار صادر بيروتطبع: الثالثة - 1414 هـ

5- الدمشقيّ، عبد العزيز بن محمد بن إبراهيم، (المتوفى: 767هـ),المختصر الكبير في سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم دار البشير – عمان طبع 1993م

6- الفيروزآبادى، مجد الدين، أبو طاهر، محمد بن يعقوب (المتوفى: 817هـ)،القاموس المحيط : مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان طبع: 1426 هـ - 2005

7 حمیداللہ ،خطبات بہاولپور، اشاعت دوم اسلام آباد: دارہ تحقیقات اسلامی،الجامعہ العالمیہ اسلامیہ 1988ء اس نسخہ پر ڈاکٹر حمیداللہ کے دستخط بھی ہیں۔

8- خليل، عماد الدين، ابو الحسن: المستشرقون والسيرة النبوي-: دار ابن كثير للطباعة والنشر والتوزيع -دمشق،بيروتطبع: الأولى - 1426 هـ

9 صدیقی ،سعد ، دیباچہ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ مکتبہ الحسن حق سٹریٹ لاہور

10- الطبري، أبو العباس، أحمد بن عبد الله (المتوفى: 694هـ), خلاصة سير سيد البش: مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة – السعودية: طبع: الأولى، 1418هـ - 1997م

11 غازی ، محمود احمد ، ڈاکٹر ، محاضرات سیرت ، الفیصل ناشران و تاجران کتب ، اردو بازار لاہور، 2007

12- محمد حمید اللہ،رسول اللہﷺ کی حکمرانی وجانشینی۔ بیکن بکس۔قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور
13- ندوی سید سلیمان ،حیات شبلی ، بک ٹاک میاں چیمبرز 3 ٹیمپل روڑ لاہور،
14- نعمانی ،شبلی بنام سرسید، مرقومہ قبل از ۴ جنوری ۱۹۷۹ء، مشمولہ مکتوباتِ شبلی مرتبہ ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی، اعظم گڑھ: ادبی دائرہ، ۲۰۱۲ء
15- نعمانی،شبلی ، سیرۃ النبی، الفیصل ناشران و تاجران کتب ،اردو بازار لاہور، مطبوعہ 1339 ھ، ج ا، 145
16- یورش عثمان خالد ، پروفیسر ،فن سیرت نگاری ،: مکتبہ قدوسیہ لاہور
17 نعمانی ،مولانا شبلی ،سیرت النبی ﷺ ۔ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور
18- ازہری ، تاج الدین ، اصول حدیث میں علماء برصغیر کی خدمات در فکر و نظر جلد 3 شمار 4
19- عسکری ایم ایچ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، "خود جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے والے ایک عالم" مجلہ عثمانیہ کراچی، 1997ء
20- محمد سعید حکیم ، "ڈاکٹر محمد حمید اللہ تاثرات" ، مجلہ عثمانیہ کراچی ، جون 1997ء